شاہ بلیغ الدین

قسطنطنیہ کا پہلا لشکر.... ایک تاریخی جائزہ

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ خَطِيۡٓـئَةً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ يَرۡمِ بِهٖ بَرِيۡٓــًٔا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ۔ نساء ۱۱۲	جس نے گناہ خود کیا اور اسے دوسروں کے سر تھوپ دیا وہ بہتان تراشی اور بڑا گناہ گار ہے ۔

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کے بارے میں صحیح بخاری کی کتاب التہجد باب صلاۃ النوافل سے محمود بن ربیع کی حدیث کا اقتباس نفس مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب الجہاد میں تین جگہ اور امام بخاری نے اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن سردار لشکر کی تشریح اسی اقتباس میں ہے

"قال محمود بن ربیع فحدثتها قوم فیهم ابوایوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی غزوته التی توفی فیها ویزید بن معاویة علیهم بارض الروم"	مطلب ہے کہ محمود بن ربیع نے کہا کہ میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں سے بیان کی جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوایوب انصاریؓ بھی شامل تھے جنہوں نے ارض روم کے جہاد میں جس کے سربراہ یزید بن معاویہ تھے انتقال کیا۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الامارۃ باب فضل الغزوہ فی البحر میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں خوابوں کی تفصیل دی ہے جو قبرص اور مدینۂ قیصر سے متعلق ہیں حضرت ام حرامؓ جنہوں نے سب سے پہلے مغفرت کی بشارتیں سنیں اور قبرص کے جہاد میں شہید ہوئیں حضرت انس بن مالکؓ کی خالہ تھیں۔ یہ روایت مؤطا، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ کے باب جہاد میں بھی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں نے امام بخاری کی مندرجہ بالا حدیث نہ دیکھی ہو ورنہ وہ واقدی کے حوالے سے جو موضوعات کا راوی ہے استدلال نہ کرتے۔ صحیح بخاری پر اجماع امت ہے اور واقدی کا یہ حال ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کی تمام تصانیف جھوٹ کا انبار ہیں۔ حافظ ذہبی کا کہنا ہے کہ تمام محدثین نے واقدی کی روایتوں کو ترک کر دیا۔

ابن الندیم نے لکھا ہے (الفہرست۔ مقالہ سوم۔ فن اوّل) کہ واقدی شیعہ تھا اور تقیہ کا پابند تھا۔ شبلی نے لکھا ہے (سیرت النبیؐ جلد ۱ صـ۳۲) کہ واقدی کی لغو بیانی مسلّمہ عام ہے۔ علامہ تمنا عمادی لکھتے ہیں کہ جس طرح سخاوت میں حاتم، پہلوانی میں رستم مشہور ہے اسی طرح دروغ بافی میں واقدی مشہور ہے۔

حدیث مغفور کا تذکرہ ناموں کی تشریح کے ساتھ محدثین، شارحین، مؤرخین اور محققین کے پاس موجود ہے۔ چند حوالے پیش ہیں۔

۱ : ابو محمد عبد اللہ۔ سنن دارمی۔ جلد دوم صـ۲۱۰ مطبوعہ مدینہ منورہ

۲ : خلیفہ بن خیاط۔ کتاب التاریخ۔ جلد اول صـ۱۹۶

۳ : احمد بن عبد ربہ۔ عقد الفرید۔ جلد دوم صـ۳۰۱ مطبع عامرہ قاہرہ

۴ : طبقات ابن سعد۔ جلد چہارم۔ حالات ابوایوب انصاری (مہاجرین و انصار اردو ترجمہ صـ۶۲)

۵ : ابن قتیبہ۔ المعارف۔ صـ۲۷۴ مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۶۰ء (ابوایوب انصاری (شکریہ احسان)

۶ : طبری۔ تاریخ۔ جلد چہارم مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۳۹ء (اردو ترجمہ طباطبائی جلد دوم حصہ ۱ صـ۹۶)

۷ : ابن اثیر۔ اسد الغابہ۔ جلد دوم صـ۸۱ بضمن ابوایوب انصاری

۸ : ابن اثیر۔ تاریخ۔ جلد سوم، واقعات سنہ ۴۹ھ بنو امیہ (اردو۔ حصہ اول صـ۵۷)

۹ : ابن جوزی۔ صفۃ الصفوہ جلد اول صـ۱۸۷ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن

۱۰ : امام ابن تیمیہ۔ منہاج السنۃ۔ جلد دوم صـ۲۵۲

۱۱ : ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ۔ جلد ششم صـ۲۲۳، جلد ہشتم صـ۲۲۹

۱۲ : ابن خلدون۔ تاریخ۔ جلد سوم واقعات سنہ ۴۹ھ

۱۳ : ذہبی۔ سیر اعلام النبلاء جلد دوم صـ۲۹۰ تا صـ۲۹۵ مطبوعہ قاہرہ

۱۴ : حاکم۔ مستدرک۔ جلد سوم بحوالہ ابن سیرین صـ۴۵۸ دائرۂ معارف سنہ ۱۳۴۱ھ

۱۵ : ابن عبد البر۔ استیعاب۔ جلد دوم صـ۲۶۰ تا صـ۲۶۵ بحوالہ ابوایوب انصاری

۱۶ : ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری۔ جلد ہفتم صـ۷۸ بحوالہ قبرص کی مہم

۱۷ : ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری۔ جلد اول صـ۴۵ مطبوعہ قاہرہ۔ حوالہ ابوایوب

۱۸ : قسطلانی۔ ارشاد الساری۔ کتاب الجہاد۔ قتال الروم تشریح مدینۂ قیصر

۱۹ : حافظ عینی۔ عمدۃ القاری۔ جلد سوم روایت محمود بن ربیع۔

۲۰: شیخ ولی الدین - مشکوٰۃ - اکمال فی اسماء الرجال - حوالہ ابو ایوب انصاری

۲۱: یوسف بن تغری بردی - النجوم الزاہرہ - جلد اول صفحہ ۱۳۵

۲۲: محب الدین الخطیب - المنتقیٰ - حاشیہ اردو ترجمہ صفحہ ۴۱۳ ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ

۲۳: سپہر کاشانی - تاریخ التواریخ - جلد دوم صفحہ ۶۶ واقعہ تدفین ابو ایوب انصاری،

۲۴: نصولی - امیر معاویہ - صفحہ ۶۱ ترجمہ صارم مکتبۂ جدید لاہور

۲۵: علامہ وحید الزمان - تیسیر الباری جلد اول صفحہ ۶۹۷ حاشیہ ۱

۲۶: علامہ وحید الزمان - تیسیر الباری، جلد سوم صفحہ ۱۲۸ حاشیہ ۱ سطر ۱ قتال الروم

۲۷: علامہ حسین احمد مدنی - مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول صفحہ ۲۰۵

۲۸: سید سلیمان ندوی - سیرۃ النبی - جلد سوم - بحر روم کی لڑائیاں صفحہ ۶۳۷ مطبع معارف ۱۹۲۸ء

۲۹: (تاریخ یعقوبی) تاریخ الاسلام لیعقوبی - نصرانیوں سے جہاد صفحہ ۲۷۷ اردو ترجمہ مولانا عبداللہ العمادی (حیدرآباد دکن -

۳۰: پروفیسر اسلم جیراجپوری، تاریخ الامت حصہ سوم صفحہ ۳۱ - جامعہ ملیہ دہلی

۳۱: علامہ تمنا عمادی - القصیدۃ الزہرا صفحہ ۲۸۹ حاشیہ، مکتبۂ محمود کراچی

۳۲: اکبر شاہ خان - تاریخ الاسلام - جلد دوم صفحہ ۳۴

۳۳: پروفیسر سعید انصاری - سیر الانصار - جلد اول صفحہ ۱۱۴

۳۴: مولانا یوسف بنوری - مقدمات بنوریہ - خلافت و ملوکیت (تاریخی و شرعی حیثیت) صفحہ ۲۱ (مقدمہ)

۳۵: مولانا وحید الزماں - مؤطا امام مالک - اردو ترجمہ کتاب الجہاد صفحہ ۱۶۵ فقرہ ۲

۳۶: مفتی محمد شفیع - فتویٰ - مغفور لہم - مورخہ ۱۵ محرم ۱۳۸۵ھ

۳۷: مولانا عبدالقدوس ہاشمی - تقویم تاریخی - صفحہ ۱۳، مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی

۳۸: شاہ معین الدین ندوی - تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۴۳۶ قسطنطنیہ پر حملہ

۳۹: مولانا مسعود احمد - تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ ۴۸۱، صفحہ ۴۹۳ - جماعت المسلمین کراچی

۴۰: ایڈورڈ گبن - زوال و سقوط شہنشاہیت روما جلد ششم صفحہ ۳، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۰۷ء

۴۱: پروفیسر حتی - تاریخ عرب - باب ۱۸، - رومیوں سے جنگی تعلقات -

۴۲: ہیرلڈ لیمب - قسطنطنیہ - صفحہ ۱۳۶، صفحہ ۱۳۸ - ترجمہ غلام رسول مہر لاہور

۴۳ : دانش گاہ پنجاب ۔ دائرۃ المعارف ۔ جلد اول صہ ۳۴۲ ۔ کالم ۲

۴۴ : دانش گاہ پنجاب ۔ دائرۃ المعارف جلد دوم صہ ۵۴۴ حوالہ استنبول

۳۲ھ میں امیر معاویہؓ بقول ابن کثیر تنگنائے تک پہنچے تھے ۔ اس سے آگے قسطنطنیہ تک بڑھ سکے ۔ ابن خلدون نے واقدی کے حوالے سے لکھا کہ بسر بن ارطاۃ قسطنطنیہ تک جا پہنچے ۔ یہ نہیں لکھا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کیا ۔ یہ دونوں حوالے بتاتے ہیں کہ بسر کی پہنچ قسطنطنیہ تک نہیں ہوئی (دائرۃ المعارف جلد دوم صہ ۵۴۴) چند ہی جملوں کے بعد ابن خلدون کے یہ الفاظ ہیں کہ یزید بن معاویہؓ کے لشکر نے میدان جنگ میں پہنچ کر تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی ۔ رومیوں سے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے ان سے معرکہ آرائی ہوئی ۔ سیدنا حضرت عثمانؓ کے دور سے بحیرۂ روم اور بلاد روم میں جو لڑائیاں شروع ہوئیں وہ کوئی بیس برس تک چلتی رہیں ۔

یزید بن معاویہؓ نے اس خطے میں چار سال جہاد کیا اور وہی سب سے پہلے قسطنطنیہ پہنچے ۔ اس جہاد میں حضرت حسینؓ بھی شریک تھے (امیر علی ۔ تاریخ اہل عرب صہ ۸۴ لیکمن اینڈ کمپنی لندن ۱۸۹۹ء) حضرت ابو ایوبؓ ، حضرت حسینؓ ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور دیگر اکابرین نے اس جہاد میں صرف اس لئے حصہ لیا کہ مدینۂ قیصر پر یہ پہلا حملہ تھا جس کے لئے مغفرت کی بشارت تھی ۔ بلاد روم کی اور کسی لڑائی میں ان اکابرین نے یوں مل کر حصہ نہیں لیا ۔ اس سے بڑھ کر کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ۔ بعض مقالہ نگار جن کو خود بھی اپنے استدلال کی صحت پر اعتماد نہیں ، واقدی کے حوالے سے قاری کو الجھن میں ڈالنے کے لئے بات کا رخ ذوق جہاد کی طرف پھیرتے ہیں اور ایک رباعی کا سہارا لیتے ہیں ۔ جس کا نہ محدثین کے پاس کوئی ذکر ہے نہ ابتدائی مؤرخین کے پاس ، اس رباعی کا مطلب کچھ یوں ہے کہ کہاں داد عشرت کے بجائے میں داد شجاعت دینے نکلوں ! اس میں جن خاتون کا ذکر ہے وہ امیر یزید کی بیوی ہیں ۔ رباعی کے مستند ہونے کا نہ کوئی ادبی حوالہ ہے نہ ابتدائی مآخذوں میں کوئی تاریخی حوالہ ہے ۔ لطف کی بات یہ کہ ۵۰ھ میں سفیان بن عوف کے جس معرکے کا حوالہ دیا جا رہا ہے اسی سال قسطنطنیہ پر امیر یزید نے حملہ کیا ہے (ابن خلدون اور ابن اثیر) طبری نے قسطنطنیہ پر حملہ ۴۹ھ کے واقعات میں لکھا ہے یعنی انکار جہاد والی رباعی سے پہلے ہی امیر یزید میدان جہاد میں مصروف تھے اور وہاں طبری نے لشکر کی تباہی اور رباعی کا کہیں ذکر نہیں کیا ۔ بلاد روم میں ابن عوف کے لشکر کی تباہی کا واقعہ معتبر نہیں ، نہ فن روایت کی رو سے ۔ یہ من گھڑت رباعی تاریخی حقائق پر اثر انداز ہو سکتی ہے ؟ ابن تیمیہ جو ابن خلدون سے کوئی سو برس پہلے کی ممتاز شخصیت ہیں ، لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی طرح یزید بن معاویہؓ نے بھی مغفرت کی بشارت کی وجہ سے اس جہاد میں حصہ لیا ۔ اسی جہاد میں انہیں فتی العرب ؟ عربوں کے

سورنا کا لقب ملا۔ شیعہ مؤرخ سپہر کاشانی نے بھی جس کا حوالہ اوپر موجود ہے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ اور تدفین ابوایوب رضؓ کے سلسلہ میں سالار لشکر کے بے درنگ حملے کا ذکر کیا ہے کہ جب فصیل کے دروازے پر پہنچ گئے سالارِ لشکر امیر یزید نے رومیوں کو متنبہ کیا کہ وہ صحابی رسولؐ کی قبر کی بے حرمتی کریں گے تو تمام بلادِ اسلامیہ میں ناقوس نہ بجے گا۔" زنجیروں میں بندھا ہوا عیش پرست کہاں جنگ کی بھٹی میں کودتا ہے اور یوں دڑاتا ہوا دشمنوں کے تیروں کی بوچھاڑ میں ان کے سروں پر پہنچ جاتا ہے۔ زبانِ نبوت سے جن ہستیوں کو "مغفورلہم" کا مژدہ سنایا گیا اُن کے بارے میں رائے دینے والوں کو فتح مکہ سے متعلق حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے بخشا ان کی پرسش کرنے والے ہم کون ؟ قبرص کی مہم اور قسطنطنیہ کے جہاد کے بارے میں بشارت ایک خواب کی بنا پر دی گئی۔ یہ روایت تواتر سے ثابت ہے اور محدثین و مؤرخین میں کوئی ایک بھی نہیں جس نے اس سے انکار کیا ہو۔ یہ خواب اور مغفرت کا یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ابوقتادہ کی روایت کے مطابق ابن خلدون نے اپنے مقدمے میں لکھا ہے کہ الرّؤیا من اللہ۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ حضرت یوسفؑ اور سرورِ کائناتؐ کے خوابوں کا ذکر ہے (الصّٰفّٰت، یوسف، الفتح)۔ حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحئ ربانی کا آغاز بھی الرؤیا الصّادقۃ فی النّوم سوتے میں سچے خوابوں کے دیکھنے سے ہوا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے الفاظ میں (مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۳۱ اردو) نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ واقدی، ابو مخنف اور ان جیسے نامعتبر مؤرخین کا سہارا لے کر اللہ تعالیٰ کے علم پر حرف گیری کہ وہ علیم و خبیر کسی فردِ بشر کے ابتدائی اور آخری اعمال کو نہیں جانتا نظریہ بَدَاء کی حمایت اور "عجیب وغریب" جسارت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بے اعتمادی کا اظہار صرف اس لئے کہ کسی کو مطعون کرنے کا بہانہ ہاتھ آئے "عجیب وغریب" ذہنی کیفیت ہے۔ امام غزالی نے اپنے فتویٰ میں جن باتوں کا تجزیہ کیا ہے اگر ان پر غور کرنے کی توفیق ہو تو شاید کوئی اشکال باقی نہ رہے۔ (دیکھئے احیاء العلوم جلد سوم صفحہ ۱۴۴ دارالاشاعت کراچی) یہ بات سوچنے کی ہے کہ کیا ہماشما، شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حبرالامت حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابوواقد لیثیؓ، حضرت محمد بن علی المعروف بہ ابن حنفیہ، حضرت زین العابدین، امام احمد بن حنبل، خلیفۂ راشد عمر بن عبدالعزیز جو امیر یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنے تھے امام ابن تیمیہ، ابن کثیر، حافظ عبدالغنی مقدسی، ابوبکر ابن العربی، ملا علی قاری اور دیگر اکابرینِ امت کے بیانات اور محدثین کی روایات کو حرفِ غلط کی طرح مسترد کر سکتے ہیں ؟ شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی نے "جواب شافی" میں صحیح لکھا ہے کہ ــــ "بعض

بزرگانِ امت مخلص اور حق پسند تھے اگر تحقیق فرماتے تو وہی کہتے جو میں کہتا ہوں لیکن اہم تر دینی خدمات میں مصروفیت کی وجہ سے ان حضرات کو اس تاریخی مسئلہ کی تحقیق کی فرصت نہ ملی۔ انہوں نے دورِ عباسی کے ان علماء کی رائے پر اعتماد کیا جنہوں نے شیعی ابلاغ عامہ اور طبری اور مسعودی وغیرہ شیعی مؤرخین کی من گھڑت روایتوں اور غلط بیانیوں سے متأثر ہو کر امیر یزید مرحوم و مغفور کو فاسق و فاجر لکھ دیا تھا۔ اس لئے درحقیقت غلطی کی ذمہ داری ان بزرگوں پر نہیں ہے...... بلکہ ان کے پہلے علمائے مذکور پر ہے جنہوں نے شیعی مکذوبات پر اعتماد کیا تھا جو حوالے مدینۂ قیصر پر حملے کے بارے میں درج کئے گئے ان میں ایک سے ایک بڑھ کر مستند شخصیت ہے پھر ان صحابۂ کرام کے بارے میں کیا رائے رکھی جائے جن میں بدری اور بیعتِ رضوان کے شرکاء بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے مدینۂ قیصر پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کے سپہ سالار کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی بیعتِ ولی عہدی میں تو (جو ۵۰ھ میں ہوئی) عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت سعد ابن زیدؓ نے بھی شرکت کی اس وقت امہات المؤمنین بشمول حضرت سیدہ عائشہؓ با برکت زندہ تھیں اصحاب بدر میں حضرت عتبانؓ بن مالکؓ (۵۰ھ) حضرت حارثہ بن نعمان (۵۲ھ) حضرت ارقم بن ارقمؓ (۵۵ھ) مالک بن ربیعہؓ (۶۰ھ) جابر بن عتیک انصاریؓ ۶۱ھ اور دیگر صحابۂ کرام جن کے ناموں کی طویل فہرست ہے شامل تھے۔ صحابۂ کرام کا عمل ہمارے لئے حجت ہے تاویلات سے حقائق نہیں چھپائے جا سکتے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ مسلمانوں کا امیر حج بنایا اس کے بارے میں اگر فسق و فجور کو تسلیم کیا جائے تو پھر ان صحابۂ کرام کے صدق و صفا کا کیا حال ہوگا۔ قرآن نے ان کے کردار کی گواہی دی اسے بھی ہم بھول جاتے ہیں۔ ابن کثیر اور ملا علی قاری نے تو یہی نہیں لکھ دیا کہ امیر یزید کے فسق و فجور کی تمام روایتیں گھڑی ہوئی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پھوپھا حضرت حسینؓ ان کے خالو اور زینب بنت علیؓ ان کی خوشدامن تھیں امام غزالی کے فتوے کے مطابق حضرت حسینؓ سے نہ ان کی لڑائی ہوئی نہ انہوں نے ان کے قتل کا حکم دیا بلکہ بقول تمام مستند مؤرخین بشمول طبری حضرت حسینؓ تو کوفہ سے دمشق اس لئے جا رہے تھے کہ بیعت کر کے اختلاف کو ختم کریں۔

سورۂ حجرات میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ:

"لیکن اللہ نے تم (صحابہ) کو ایمان کی محبت دی اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا، اور کفر، فسق اور عصیان سے تمہیں نفرت دے دی"

قرآن و حدیث کی شہادتیں جن کے لئے کافی نہیں تو کیا ان کے قلوب اور آنکھوں پر مُہر نہیں؟

ابن خلدون اپنے مقدمے میں صاف لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اپنے بیٹے کی ولی عہدی کا کبھی اعلان نہ کرتے اگر جانتے کہ وہ فاسق و فاجر ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ ایک صحابی کے بارے میں بدظنی سے اللہ کی پناہ! جیسا کہ

(بقیہ ص ۱۵ پر)